



# إشاعة التمجيد

تأليف

مفتي محمد صالح المنجد

مهدى الجامعة الوطنية العالمية

إهداء من دار الفکر للطباعة والنشر والتوزيع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّيَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

## انسان اور تکبر؟

انسان کے اندر پائی جانے والی چند کیفیات میں سے ایک کیفیت تکبر بھی ہے۔ قرآن و حدیث میں اس انسانی کیفیت و صفت کا ذکر باعتبارِ مذمت ہی ملتا ہے، تکبر سے متعلق تحسینی کلمات کا اسلامی ذخائر میں وجود ہی نہیں پایا جاتا۔ بزرگانِ دین نے اس روحانی بیماری کو دیگر بیماریوں کی ماں قرار دیتے ہوئے اسے اُمُّ الْأَمْرَاضِ کہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس کی مذمت کیا ہوگی کہ ربِّ کائنات جیسی شفیق (Kind) ذات نے اس دنیا کے اندر پائے جانے والے متکبرین کو سخت ناپسند فرمایا ہے، جیسا کہ ایک مقام پر ارشاد ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی خور کو پسند نہیں فرماتے۔“

گویا تکبر کرنے والا اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی، غیظ و غضب اور رحمت سے دوری کا مستقل طور پر مستحق قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ایسے شخص کی زندگی میں چاہے اسبابِ راحت کی کتنی ہی وافر مقدار (Plentiful Amount) کیوں نہ ہو، ایسا شخصِ راحت سے محروم ہی رہتا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ اخروی زندگی میں نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسے جنت سے محروم رکھا جائے گا، یعنی تکبر کی سزا بھگتے بغیر اسے جنت کا داخلہ نہیں مل پائے گا،

جیسا کہ مخبر صادق ﷺ کا ارشاد ہے:

(لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)

”جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“

**تکبر اور شیطان:**

شیطان ایک ایسی لعین شخصیت ہے جسے تکبر ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار سے مردود قرار دیتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خارج کر دیا گیا۔ اس کے تکبر کی انتہا یہ ہے کہ اس سزا کے فیصلے کو سننے کے بعد رجوع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی بجائے اس نے تکبر کے میدان میں ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے اپنا یہ فیصلہ سنایا کہ میں انسانوں کو چاروں جہات سے گمراہ کرتا رہوں گا اور اس مقصد کے لیے اس نے طویل یعنی ہمیشہ کی زندگی چاہی اور اسے قیامت سے قبل تک کی مہلت بھی دے دی گئی، چنانچہ اس مہلت کے عرصے میں جنونی کیفیت لیے ہوئے وہ مستقل طور پر دنیا میں اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور انسانوں وغیرہ کی لعنتوں کو جمع کر رہا ہے اور اپنی اخروی و دائمی سزا کو سخت سے سخت بنا رہا ہے۔

**تکبر یا جنون؟**

تکبر کی کیفیت اپنے اندر ایک جنون کا درجہ رکھتی ہے، لیکن مجنون اور متکبر میں

ذرا سا فرق ہے کہ مجنوں دماغی عذر کی وجہ سے بے فائدہ حرکات میں مبتلا رہتا ہے جسے عوام الناس بھی معذور قرار دیتے ہیں اور رب الناس کے دربار میں بھی اس کے عذر کی وجہ سے اس سے عفو و درگزر کا معاملہ کیا جاتا ہے، لیکن متکبر اپنی اس کیفیت میں دانستہ طور پر مبتلا رہتا ہے جس کے نتیجے میں عوام الناس کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ گرا دیتا ہے اور آخرت میں رب الناس اس کی جسامت کو چوٹیوں کی طرح بنا کر عوام الناس کو حکم دیں گے کہ اپنے قدموں سے اسے روندتے ہوئے اس پر سے گزریں۔ یہ بڑا بننے کا اخروی نتیجہ ہے۔

**تکبر کیا ہے؟**

تکبر کمال کی صفات میں اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنے، اس حوالے سے دوسروں کی تحقیر کرنے اور اس کے ضمن میں حق سے منہ موڑے رہنے کا نام ہے۔

**کیا انسان کو تکبر کا حق حاصل ہے؟**

انسان کے اندر مندرجہ ذیل صفات کے ہوتے ہوئے اس کے لیے تکبر کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے:

1 انسان کی پیدائش ایک ایسے قطرے سے ہوتی ہے جسے مذہب میں نجس اور ناپاک (Filthy Impure) قرار دیتے ہوئے بدن کے حصے یا کپڑے پر لگ جانے کی صورت میں اسے ناپاک قرار دیتے ہوئے دھو کر پاک

کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عقلِ سلیم رکھنے والے بھی اس قطرے سے گھٹن (Nausea) محسوس کرتے ہیں۔

2 انسان جس مقام سے اس دنیا میں وجود حاصل کرتا ہے اس مقام کو عقلِ سلیم نے شرمگاہ قرار دیا ہے اور مذہب نے انسان کے علاوہ اس مقام سے نکلنے والی تمام مائعات (Liquid) کو نجس اور ناپاک قرار دیا ہے۔ اس کی بعض چیزوں مثلاً پیشاب اور مذی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دیگر بعض چیزوں مثلاً منی اور حیض و نفاس کے اخراج سے پورے بدن کے ناپاک ہو جانے کا حکم لگایا جاتا ہے اور ایسے انسان کو بعض عبادات مثلاً نماز، روزہ، تلاوت وغیرہ سے روک دیا جاتا ہے۔

3 انسان زندگی میں زندہ رہتے ہوئے ہر وقت اور ہر جگہ ناپاکی کا بوجھ اپنے ساتھ ساتھ اٹھائے پھرتا ہے۔

4 انسان کے جسم سے نکلنے والے مختلف مواد مثلاً پیشاب، پاخانہ، خون، منی، مذی اور ودی وغیرہ کو ناپاک قرار دیا ہے اور بعض مواد مثلاً ناک سے نکلنے والی ریزش اور منہ سے تھوکا جانے والا تھوک وغیرہ، سے انسان خود بھی گھٹن محسوس کرتا ہے مزید یہ کہ اگر انسان غسل کی زحمت نہ اٹھائے تو اس کا جسم بھی زندہ رہتے ہوئے بدبودار بن جاتا ہے، اس کے جسم سے نکلنے والے پسینے کو اگرچہ شریعت نے پاک قرار دیا ہے، لیکن اس کی خاصیت بھی یہ ہے کہ اگر وہ کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے بدبودار

ہو جاتے ہیں، نیز یہ کہ اگر اس کے جسم سے روح نکال لی جائے تو کچھ ہی دیر بعد اس کا جسم بھی ایسا تعفن (Stink) چھوڑنے لگتا ہے جس کے قریب زندہ انسانوں کو بھی جانا ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ تدفین کے بعد تین دن کے اندر اندر اس کا جسم گلنے، سڑنے اور پھٹنے لگ جاتا ہے، جو کیڑوں وغیرہ کی خوراک بنا دیا جاتا ہے۔ (یہ تو ظاہری چیزیں ہیں جس سے ہر انسان کا واسطہ پڑتا ہے، اس کے علاوہ باطنی خامیاں علیحدہ ہیں۔)

5 بعض انسانوں کی زبان ایسی کڑوی ہوتی ہے کہ انسانوں کے درمیان باہمی نفرت ہی نہیں دشمنی کا پیش خیمہ بن کر دنیا کے امن کو برباد کر دینے کا ذریعہ بنتی ہے۔

6 بعض انسانوں کے دل ایسی بد بختی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کے اندر محض حسد، کینہ اور عداوت کے علاوہ کوئی خیر کی بات جگہ ہی نہیں پاتی۔

7 بعض انسانی دماغ ایسی مکروہ سازشیں (Bad Conspiracies) اور منصوبے بناتے رہتے ہیں جس سے نہ صرف انسانوں کو بلکہ دیگر جانداروں کو بھی جانی نقصانات اٹھانے پڑ جاتے ہیں۔

کیا ان مندرجہ بالا صفات رکھنے والے انسانوں کو ان مذموم عادتوں کے ہوتے ہوئے اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ تکبر جیسی بیماری میں مبتلا ہوں؟

جیسا کہ تکبر کی تعریف سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تکبر کمال کی صفات میں اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھنا، یقینی طور پر مذہب اور عقل نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ تمام حوالوں سے اللہ تعالیٰ کو یہ صفت حاصل ہے کہ وہ اپنے علاوہ دیگر تمام جاندار اور بے جان چیزوں پر درجہ کمال میں ایسی انتہائی فوقیت لیے ہوئے ہے کہ تمام مخلوقات کی کمالی صفات کا مجموعہ بھی اس کے قریب تک بھی نہیں پہنچ سکتا، لہذا اس پوری کائنات میں ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جسے تکبر کا حق حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انتہائی واضح الفاظ میں حدیثِ قدسی میں یہ بات ارشاد فرمائی گئی ہے:

تکبر (بڑائی) میری چادر ہے، جو مجھ سے اسے کھینچنا (اُتارنا) چاہتا ہے میں اُسے ذلیل کر دیتا ہوں۔

اس پر مزید یہ کہ متکبر نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے بلکہ ہر کمال کو اپنا ذاتی کمال سمجھتا ہے، حالانکہ اس کے اندر جو بھی کمال ہے وہ بھی اس کا ذاتی نہیں ہے۔ عقل، حسن، صورت، مال و دولت حتیٰ کہ ایمان اور توحید جیسی اعلیٰ صفات بھی اگر کسی کو حاصل ہیں تو وہ بھی ذاتی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ پھر بھی یہ دوسروں کو اپنے مقابلے میں حقیر سمجھتا ہے، حالانکہ جس کو تکبر کا حق حاصل ہے وہ پھر بھی اپنے نہ ماننے والوں کو نہ صرف مہلت دیتا ہے بلکہ اپنے انعامات سے بھی اس دنیاوی زندگی میں مسلسل نوازتا رہتا ہے۔

متکبر انسان اپنی ذاتی زندگی گزارنے میں بھی ہر لمحے نہ صرف اسباب کا، بلکہ مسبب الاسباب کا بھی محتاج رہتا ہے۔ اس محتاجی میں اس کا سانس لینا بھی داخل ہے، جو قطعاً اس کے بس میں نہیں ہے۔ اس پر مختلف قسم کی بیماریوں کے خطرات بھی نہ صرف منڈلاتے رہتے ہیں بلکہ آئے دن وہ ان بیماریوں کا شکار بھی رہتا ہے، جنہیں ہٹانے کے اسباب میسر ہونے کے باوجود نہیں ہٹا پاتا۔ ہر وقت مختلف قسم کے اعذار نہ صرف اس کا پیچھا کیے ہوئے ہیں بلکہ وہ اس پر غالب بھی ہیں جن کے ہاتھوں یہ اپنی شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ حفاظت کے اسباب کے باوجود خوف و دہشت میں مبتلا رہتا ہے، اپنے مال و دولت اور متعلقین کی جانوں کو بچانے سے قاصر ہے، پھر بھی حق سے منہ موڑے رکھنے کا وتیرہ ناقابلِ فہم، قابلِ افسوس اور لائقِ ماتم ہے۔ غرضیکہ کسی بھی حوالے سے انسانی زندگی پر غور کیا جائے تو یہ تکبر کی مسند پر بیٹھنے کی لائق ہی نہیں ہے، پھر بھی یہ انسان فخر و غرور اور گھمنڈ (Arrogance Pride) جیسی ناپاک حرکتوں سے باز نہیں آتا۔

فَاللّٰهُ الْمُسْتَكْبِرُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ!

عقلِ سلیم سے ایک التجا:

دوسروں کو حقیر سمجھنے والوں کے سروں میں پائی جانے والی عقلوں پر تکبر کے پے درپے حملوں کے بعد بھی عقلِ سلیم کا کچھ حصہ محفوظ رہ گیا ہو تو وہ پورے صبر و تحمل کے ساتھ درج ذیل نقشہ کا اپنے فرصت کے لمحات میں بار بار جائزہ

لیتے رہا کریں، ان شاء اللہ افاقہ ہی ہوگا۔

تکبر کے گھائل متاثرین	تکبر کے حامل متکبرین
1 ان کے والدین نے بھی یہی طریقہ استعمال کیا تھا۔	1 ان کو وجود دلانے کے لیے ان کے والدین نے جو طریقہ اپنایا تھا۔
2 ویسی ہی پانی کی بوند ان کے وجود کا بھی سبب بنی تھی۔	2 جیسا قطرہ آب ان کے وجود کا ذریعہ بنا تھا۔
	3 اعضاء کی تکمیل کے مراحل مکمل کرنے کے لیے جہاں اور جتنا وقت انہیں گزارنا پڑا تھا۔
	3 اس مقصد کے لیے انہیں بھی ایسے ہی مقام پر کم و بیش ویسا اور اتنا وقت گزارنا پڑا تھا۔
4 اسی ترتیب سے اتنے ہی اعضاء جسمانی انہیں بھی میسر ہیں۔	4 زندگی گزارنے کے لیے جس ترتیب سے جتنے اعضاء جسمانی انہیں دیے گئے ہیں۔
5 ویسے ہی راستے سے انہیں بھی بھیجا	5 جس راستے سے ان کی دنیا میں آمد

ہوئی ہے۔	گیا ہے۔
6 دنیا میں آنے کے بعد جس فرحت بخش غذا سے انہیں سیراب کیا۔	6 ان کی ماؤں کی چھاتیوں میں بھی ویسا ہی دودھ اُتارا گیا۔
7 زندگی کی بقا اور قوت کے لیے جو غذائی نظام انہیں عطا کیا گیا ہے۔	7 اس غذائی نظام سے انہیں بھی محروم نہیں رکھا گیا ہے۔
8 اس غذائی نظام کے لیے جو طریقہ استعمال انہیں میسر ہے۔	8 ویسا ہی طریقہ استعمال ان کے پاس بھی موجود ہے۔
9 جو قوتِ ہاضمہ انہیں دی گئی ہے	9 ایسی ہی طاقت سے انہیں بھی سرفراز رکھا گیا ہے۔
10 ہاضمے کے بعد غذائی فاسد مادوں کے اخراج کے لیے جو نظام انہیں دیا گیا ہے۔	10 اس نظام سے یہ لوگ بھی عاری نہیں ہیں۔
11 آرام کی غرض سے نیند کی جو نعمت انہیں فراہم کی گئی ہے۔	11 یہ دولت انہیں بھی یکساں طور پر حاصل ہے۔
12 اگر انہیں مال و دولت کا حصہ عطا کیا گیا ہے۔	12 تو انہیں بھی محنت اور ہنر کی عظمت عطا کی گئی ہے۔

<p>13 تو انہیں بھی اس دولت کا کچھ نہ کچھ حصہ میسر ہے۔</p>	<p>13 اگر انہیں صحت کی دولت سے مالا مال رکھا گیا ہے۔</p>
<p>14 تو یہ بھی اپنی ماں کی نگاہوں میں گلاب کا پھول ہیں۔</p>	<p>14 اگر انہیں حُسن سے نوازا گیا ہے۔</p>
<p>15 تو ان تمام اعذار کے جال ان پر بھی پھیلائے گئے ہیں۔</p>	<p>15 اگر بیماریوں، وباؤں اور سزاؤں کے خطرات ان پر منڈلا رہے ہیں۔</p>
<p>16 تو یہی نظام ان کے ساتھ بھی ہے۔</p>	<p>16 اگر ان پر تکمیل حیات کے بعد موت واقع ہو جاتی ہے۔</p>
<p>17 تو یہ بھی اس نظام سے مبرا نہیں ہیں۔</p>	<p>17 اگر عالم برزخ میں ان کے لیے جسمانی طور پر گلنا اور سڑنا طے ہے۔</p>
<p>18 تو اس سے انہیں بھی استثناء نہیں دیا گیا ہے۔</p>	<p>18 اگر حشر کے میدان میں زندہ ہو کر دوبارہ جمع ہونا ان کے لیے طے ہے۔</p>
<p>19 تو انہیں بھی اس میں شامل رکھا گیا ہے۔</p>	<p>19 اگر بالغ ہونے سے لے کر موت تک کے اعمال کی جواب دہی ان کے لیے طے ہے۔</p>

<p>20 تو یہ بھی ایسے ہی نتیجے سے دوچار ہوں گے۔</p>	<p>20 اگر اعمال کے بدلے میں اچھایا بُرا نتیجہ ان کے لیے طے ہے۔</p>
--	--

غرض یہ کہ متکبرین کے پاس اس دنیا میں متاثرین کے مقابلے میں نشان امتیاز صرف اور صرف معیار (Quality) اور مقدار (Quantity) کا ہے۔ یہ معیار اور مقدار تکبر کے لیے نہیں تشکر کے لیے دیا گیا ہے اور یہ اضافی مہربانی ان کے لیے شکر کا امتحان ہے۔ شکر میں تین چیزیں پائی جاتی ہیں:

(۱) زبان سے شکر کے الفاظ ادا کرنا۔ (۲) دوسروں کو حقیر نہ سمجھنا اور (۳) ضرورت مندوں کی ان اضافی نعمتوں کے ذریعے معاونت کرنا۔

متاثرین کے ہاں یہ معیار اور مقدار نسبتاً کم رکھی گئی ہے، یہ ان کے صبر کا امتحان ہے اور صبر میں بھی تین چیزیں پائی جاتی ہیں:

(۱) اس تنگی اور مشقت کو تحمل سے برداشت کرنا (۲) مخلوقات کے سامنے واویلانا مچانا اور (۳) رب العزت کی بارگاہ میں اس تنگی و عُسرت کی دُوری کے لیے دعائیں مانگنا۔

نیز یہ نظام اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے خوش اسلوبی کے ساتھ چلتے رہنے کے لیے وضع فرمایا ہے اور اس میں افراد کا انتخاب بھی اس نے اپنی مرضی اور مشیت ہی سے کیا ہے۔ مال داروں کے ہاں غربا کے مقابلے میں جو اضافی نعمتیں ہوتی ہیں وہ ان کے کسی ذاتی کمال کا انعام نہیں ہوتیں، غربا کے ہاں جو تنگ دستی

ہوتی ہے وہ بھی ان کی کسی بد عملی کی سزا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں یہ فرق اس لیے رکھا ہے کہ ایک دوسرے کی باہمی احتیاج بھی رہے اور ایک دوسرے سے باہمی طور پر اپنے اپنے مفادات بھی حاصل کرتے رہیں۔ ہر دو حوالوں سے اگر پوری انسانیت کو یکساں کر دیا جائے تو یہ نظام ہی درہم برہم ہو جائے۔ مال داروں کی کم تر ضروریات کو پورا کرنے والا کوئی نہ رہے اور حاجت مندوں کی حاجتوں کے پورا ہونے میں معاونت کرنے والا کوئی نہ ہو، جبکہ دنیا مفادات اور حاجتوں سے بھری ہوئی ہے، لہذا یہ باہمی فرق خود مدبر کائنات ہی کی طرف سے ہے اور مدبر کائنات نے ہر شخص کو اس کے اپنے حلقے میں رکھتے ہوئے اس کے مناسب احکامات دے رکھے ہیں اور اس حوالے سے اس کی نگاہ میں سب یکساں اور برابر ہیں۔

متکبرین کے ساتھ شریعت کی خصوصی رعایت:

تکبر کی کسی بھی صورت میں کسی بھی حوالے سے مذہب و شریعت نے حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ جہاں کہیں بھی اس کا ذکر کیا ہے اس کی مذمت ہی بیان کی گئی ہے۔ اس تشدید مذمت کے باوجود اس دنیا کے اندر متکبرین کو ایک خصوصی رعایت یہ حاصل ہے کہ اس غلیظ، قبیح، گھناؤنی اور کمینہ حرکت کے باوجود انہیں دائرۃ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا گیا (ان کے دیگر متقیانہ اعمال کے باوجود ان پر فاسق و فاجر ہونے کا حکم ضرور لگایا جاسکتا ہے) اس رعایت کا فائدہ یہ ہے کہ متکبرین، حاصل ہونے والی اس رعایت پر غور کرتے ہوئے اللہ

تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ وہ ابھی تک صفتِ ایمان کے ساتھ متصف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کرتے ہوئے توبہ اور استغفار کو اپنی عادتِ ثانیہ بنالیں، تاکہ آخرت میں دھتکار نہ دیے جائیں۔

وما توفیقی الا باللہ

تکبر کی مذمت آیات قرآنی کی روشنی میں:

قرآن مجید میں تکبر کی شدید مذمت وارد ہوئی ہے، ذیل میں چند آیات ذکر کی جاتی ہیں:

1 ”اور جنہوں نے (بندگی سے) عار و انکار اور تکبر کیا ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا۔“ (سورۃ نساء آیت 173)

2 ”اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا وہی دوزخ والے ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔“ (سورۃ اعراف آیت 36)

3 ”(ان سے) کہا جائے گا، دوزخ کے دروازوں میں (سے) داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے، پس تکبر کرنے والوں کا کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔“ (سورۃ زمر آیت 72)

4 ”بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔“ (سورۃ فاطر آیت 60)

5 ”بھلا ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبر کیا اور

تم نافرمان لوگ تھے۔“ (سورہ جاثیہ آیت 31)

تکبر کی مذمت احادیث طیبہ کی روشنی میں:

اسی طرح احادیث طیبہ میں بھی تکبر کی مذمت آئی ہے، ذیل میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں:

1 حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کو جو دنیا میں تکبر کرتے تھے چیونٹی کی طرح بنادیا جائے گا، لوگ انہیں پیروں تلے روندتے ہوئے (Stomping Them Beneath Their Feet) گزریں گے۔

2 ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جہنم میں تکبر کرنے والوں کے جسموں کو بڑا کر دیا جائے گا (تاکہ زیادہ سے زیادہ عذاب دیا جاسکے)۔“

محدثین کرام نے ان دونوں حدیثوں کے درمیان یوں تطبیق (Comparison) دی ہے کہ میدانِ محشر میں تو ان کے جسموں کو چیونٹیوں کی طرح کر دیا جائے گا تاکہ ان کی حقارت و ذلت سب پر ظاہر ہو جائے اور جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کے جسموں کو بڑا کر دیا جائے گا تاکہ وہ عذاب کی شدت و سختی کو بھی زیادہ سے زیادہ محسوس کر سکیں۔

3 ایک حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

فائدہ 1: علمائے کرام نے لکھا ہے کہ انسان اپنے ہر گناہ کو چھپا سکتا ہے لیکن تکبر ایسا گناہ ہے جو چھپایا نہیں جاسکتا۔

فائدہ 2: مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں تکبر کو ایمان کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ ایمان والے فرمانبردار ہر نعمت و کمال کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہیں اس لیے وہ تکبر سے محفوظ رہتے ہیں جبکہ کفار و نافرمان ان کو اپنا کمال سمجھتے اور تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

### عاجزی اور انسان:

عاجزی، انکساری، خاکساری، تواضع، بردباری، حلم تقریباً ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں۔ یہ ایک صفت و کیفیت کا نام ہے جو انسان کے اندر رکھی گئی ہے، نیز اس کیفیت و صفت کو اخلاق عالیہ میں شمار کیا گیا ہے یہ صفت شریعت کی رو سے اس کے ماننے والوں سے مطلوب بھی ہے۔ اس صفت کا حامل اکثر تائب نہیں، جھکتا ہے اور یہ جھکاؤ مجبوری، کمزوری اور زردلی کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ طاقت، شجاعت اور دلیری کی موجودگی میں اپنے نفس کو مار کر اختیار کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ شاخ پھلوں، پھولوں، پتوں سے لدی ہوئی ہو تو وہ جھکی ہوئی ہوتی ہے۔ صراحی جھکتی ہے تو فیض پہنچاتی ہے۔ تکبر ذلت و رسوائی کا دروازہ ہے، عاجزی عزت و بزرگی کا سرمایہ ہے۔ تکبر نفرت کا اور عاجزی محبت کا ہر ابھرا، تناور، پھل دار درخت ہے۔ تکبر عداوت کی نحو (عادت) پیدا کرتا ہے۔ عاجزی محبوبیت کی بُو بکھیرتی ہے۔ تکبر بدامنی کا ضامن اور عاجزی سکون کی ذمہ دار ہے۔ تکبر

بدنامی، بے عزتی کے اندھیرے و گہرے گڑھے میں پہنچا کر دم لیتا ہے، عاجزی آسمان کی بلندیوں پر پہنچا کر بھی ساتھ نہیں چھوڑتی۔ تکبر تنہائیوں کا جنگل اگاتا ہے۔ عاجزی عاشقوں کا جملگھا تخلیق کرتی ہے۔ تکبر حسرت، حسد اور کینے کے تمبو تانتا ہے، عاجزی رواداری، فیض، ہمدردی، بھائی چارگی کے ٹھاٹھیں مارتا سمندر جاری رکھتی ہے۔

### انسان کی حقیقت:

انسان اگر اپنی حقیقت کو ہمیشہ مد نظر رکھے تو عاجزی اس کا اوڑھنا بچھونا بن جائے۔ انسان کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی ابتدا ایک ناپاک قطرے سے ہے۔ اس دنیا میں آمد سے پہلے نہایت تنگ و تاریک جگہ پر رہنا پڑا ہے۔ دنیا میں آمد کا راستہ بھی کوئی قابل فخر راستہ نہیں ہے۔ اگر سر کے بالوں کی صفائی نہ ہو تو اس میں جوئیس (Louses) پڑ جائیں، ناک سے رینٹ (ناک کی غلاظت) بہتی ہے، منہ سے رال ٹپکتی ہے، بلغم تھوکتا ہے، دانتوں کی صفائی نہ کی تو منہ سے بدبو کے بھبکے اٹھتے ہیں، پسینہ بدبو مارتا ہے، غسل کا اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے سارے بدن پر خارش ہو جاتی ہے، کھجا کھجا کر کھال چھل جاتی ہے مگر آرام نہیں پاتا، دمہ ہو جائے تو دم نہیں مار سکتا، خون خراب ہو جائے تو سارے جسم پر پھوڑے پھنسیوں کا راج ہو جاتا ہے، کچھ دیر بیٹھ جائے تو پیر سُن (Benumbed) ہو جاتے ہیں، سونا چاہے تو نیند اڑی ہوئی ہو، نیند کا غلبہ ہو تو آنکھیں کھلی نہ رکھ سکے، اپنے خراٹوں پر قابو نہ پاسکے اور پاس والے بیزار

رہیں، گیس کا غلبہ ہو تو اپنی ذات سے اسے روک نہ سکے، انتہائی خوشبودار غذائیں کھائے اور نہایت غلیظ اور بدبودار بنا کے نکالے، قبض ہو جائے تو ناچتا پھرے، دست ہو جائیں تو بھاگتا پھرے، جسم سے نکل کر بہنے والا خون اس کا ناپاک، کھانسی کا دورہ پڑ جائے تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے، آواز بیٹھ جائے تو از خود اسے اٹھانہ سکے وغیرہ وغیرہ ان حقائق کے حامل کے لیے تکبر نہیں عاجزی ہی مناسب ہے۔

کھٹملوں کی بہتات ہو جائے تو اپنی ذات کے اندر اس کا علاج نہ پائے (باہر کے اسباب کا سہارا لینا پڑے)، مچھروں کی یلغار ہو جائے تو مقابلے نہ کر سکے، ایک مکھی پیچھے پڑ جائے تو جان نہ چھڑا سکے، چھچھوند، چوہوں، لال بیگ اور چھپکلی میں سے کسی نہ کسی سے خوف کھائے، ایسے حقیر جانداروں سے عاجز ہو جانے والے کمزور انسان کے لیے تکبر نہیں عاجزی ہی مناسب ہے۔ آندھی آجائے تو اڑ جانے کا خطرہ، موسلا دھار بارش و سیلاب میں بہہ جانے کا خطرہ، جس میں سانس رُک جانے کا خطرہ، تیز دھوپ و گرمی میں جل جانے کا خطرہ، شدید سردی میں ٹھٹھہر جانے کا خطرہ ایسے بے بس و لاچار انسان کے لیے تکبر نہیں عاجزی ہی مناسب ہے۔

بیماریوں کے حملے ہوں تو اپنی ذات کے ذریعے بچاؤ کا کوئی بندوبست نہ کر سکے۔ بندوبست تو کیا کر سکتا اس کو تو پتہ ہی تب چلتا ہے جب بیماریاں اپنا پڑاؤ (ٹھہرنے کی جگہ) (Camp) خاموشی سے ڈال چکی ہوتی ہیں۔ بیماریوں کے

آنے کے بعد اپنی ذات کے اندر ایسا کوئی انتظام نہیں پایا جس کے ذریعے ان بیماریوں کو بے دخل (خارج) (Evicted) کر سکے، غضب خدا ایک ایک فرد کتنی کتنی مہلک بیماریاں اپنے اندر لیے پھر رہا ہے۔ آج سے پچاس (50) ساٹھ (60) سال پہلے کے لوگ اپنی اپنی زمینیں، جائدادیں، خزانے، اولاد کی کثرت گنویا کرتے تھے آج کا انسان اپنی مہلک بیماری گنوتا ہے اور فر فر سناتا ہے جیسے تبلیغ والے چھ (6) نمبر سنار ہے ہوں مجھے بلڈ پریشر بھی ہے، ایڈز بھی ہے، کینسر بھی ہے، پیپٹائٹس سی بھی ہے، شوگر بھی ہے، فالج بھی ہے، ڈپریشن، ذہنی دباؤ، گھبراہٹ، وحشت اور دہشت نے تو نفسیاتی مریض بنا کر رکھ دیا ہے کیا ان مصائب کے شکار انسان کو تکبر زیا ہے اس کے لیے تو عاجزی ہی مناسب ہے۔ انجانا خوف ہر وقت بے چین رکھتا ہو، ذرا سی آہٹ سے ڈر جائے، خوف کا سامنا ہو تو پیشاب نکل جائے، خون سوکھ جائے، کاٹو تو خون نہ نکلے، زبان بند ہو جائے، رنگ اڑ جائے، گھگھی (خوف کے مارے سکتے کا عالم) (Temporary Loss of Power of Speech) Through fear)) بندھ جائے، ٹانگیں کپکپانے لگ جائیں، ہاتھ لرزنے لگیں، آنکھیں بہنے لگیں کیا بزدلی کی اس موج پر پہنچے ہوئے انسان کو یہ موزوں ہے کہ وہ تکبر کرے اس کے لیے عاجزی ہی مناسب ہے۔

جب دنیا میں آتا ہے ہر ہر حوالے سے بے بس ہوتا ہے۔ طویل عرصے تک اپنی ہر ہر حاجت اور خواہشات پوری کرتے رہنے کے لیے دوسروں کا محتاج رہنا پڑتا

ہے خودداری کا دور دور تک پتہ نہیں ملتا، جوں جوں عمر بڑھتی جائے یادداشت (Memory) کھو بیٹھے، ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھے (نہ وزن اٹھاسکے، نہ بے سہارا چل سکے، نہ سیدھا کھڑا ہو سکے) نہ آنکھوں سے دکھائی دے، نہ کانوں سے سنائی دے، نہ بات سمجھے، نہ اپنوں کو پہچانے، نہ بھاری مرغن غذا کھاسکے، نہ حاجت کو کنٹرول کر سکے، نہ فارغ رہ سکے، نہ مصروف ہو سکے، سانس لے تو ہانپنے لگے، نہ سوچ سکے، نہ بول سکے، بے بسی کے اس پیکر کا تکبر سے کیا واسطہ؟ اس کے لیے تو عاجزی ہی مناسب ہے۔ یہ عاجزی ہے کیا؟ سادگی اختیار کرنا دوسروں کے سامنے بچھے رہنا، اپنے سے کمزور سے طاقت کے باوجود بدلہ نہ لینا (جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ بدلہ نہیں لیتا)، قصور وار کو معاف کر دینا، اپنے قصور پر ہر چھوٹے بڑے سے معافی مانگ لینا، ہر چھوٹے بڑے سے ہنستے منہ ملنا، اپنے غصے کو قابو میں رکھنا، اپنے مال سے حاجت مندوں کی امداد بغیر احسان جتائے جاری رکھنا، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کی عزت اور علمائے کرام کا اکرام کرنا، مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ سمجھتے ہوئے ان سے حسن اخلاق سے پیش آنا۔ ساکلیں کونہ دھتکارنا (Reprove)، فخر و گھمنڈ اور غرور سے باز رہنا، کسی پر بھی اپنی بڑائی نہ جتلانا، کسی کی بھی تحقیر نہ کرنا، کسی پر بھی ظلم نہ کرنا، ملاقاتوں کو وقت دے کر مطمئن کرنا وغیرہ وغیرہ۔۔

وما توفیقی الا باللہ

## قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تاحر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرا ذرا دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ عزوجل کی اصلاح طوطی ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ادا کئے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور ضروری وقت پر ہمارا نامہ رسد کے ساتھ وصول کرنا ہے۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکبشت بھی ادا کر سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ایک آپ کو رسالہ کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ نور یہ عالیہ کے دیئے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر تک سہ دے کر رسد حاصل کر سکتے ہیں۔

المتمسک: مفتی محمد مہر بخش و شیخ الحدیث **المجلد سبکۃ الیوم والیوم العظیم** سات کراچی  
**اپیل!**

بھرا اللہ تعالیٰ احمد و صلوات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عامۃ الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ادا کرنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی شکر و شامت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ  
 رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب  
 02132575228+02132575229  
 0322-2394550: موبائل  
 Jamia Binoria Trust  
 UBL, S.I.T.E., Karachi, Pakistan